قراء،علوم القراءات اور رَسم عثمانی

مولانا قاری اَحمد میاں تھانوی مدظلہم سے ایک علم افروز انٹرویو (دوسرا وآخری حصہ)

خوش الحان و خوش ادَا،شیخ القراء مولاناقاری اَحمد میاں تھانوی مدظلھم کا شمار علم القراء ات میں نمایاں ترین لوگوں میں سے ھوتا ھے۔ آپ 'کلیة القرآن الکریم' مدینہ یونیورسٹی کے نمایاں فضلاء میں سے ھیں۔محکمہ اَوقاف کی طرف سے 'لجنہ تصحیح المصاحف' پاکستان کے رئیس ھیں۔حکومت پاکستان نے ان کی خدمات کے اعتراف میں 'تمغہ امتیاز'بھی عطاء کیا ھے ۔ 'دار العلوم الاسلامیہ' علامہ اقبال ٹائون کامران بلاك لاھور کے نائب مھتمم ھیں،جس کی انفرادیت علوم القراء ت کی باقاعدہ تدریس ھے۔ آپ کی شخصیت کے اِسی پھلو کی نسبت سے ھم آپ کے انٹرویو کا دوسرااور آخری حصہ شائع کر رھے ھیں۔ (ادارہ)

سوال: **اِحراق مصاحف کے مسئلے کی کیا تفصیل ہے؟**

جواب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پانچ ،سات یا آٹھ مصحف لکھوائے تھے۔ان کے علاوہ وہ مصاحف، جن میں اضافی کلمات لکھے ہوئے تھے،کوجلا دیا۔جلانے کی تفصیل روایات میں یوں ہے کہ انہوں نے مصاحف کو پہلے دھلوایا، دھلوانے کے بعد پھران کوجلایا بلکہ ان کا پانی اور سیاہی بھی محفوظ کی گئی۔ایسانہیں ہے کہ انہوں نے براہ راست مصاحف آگ میں ڈال دیے تھے۔

سوال: **کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساری صحیح قراءات جمع کرنے کا حکم دیا تھا؟**

جواب: جی ہاں!انہوں نے یہی کیا تھا۔مصاحف کے ساتھ انہوں نے قاری بھی بھیجے تھے،جو لوگوں کوان مصاحف کے مطابق تعلیم دیتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ یہاں سے مکی اورشامی قراءات وجود میں آئیں،مدینہ سے مدنی قراءت،عراق سے عراقی قراءت اورکوفہ سے کوفی قراءت نکل آئیں۔

سوال: **مطلب یہ کہ جوسات قاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھیجے،موجودہ قراءت ان سے سامنے آئیں؟**

جواب: جی ہاں،انہی کے اعتبار سے سامنے آئیں۔

سوال: کیا آپ رسم عثمانی کو توقیفی سمجھتے ہیں یا توفیقی؟

جواب: رسم عثمانی توقیفی ہے، صحابہ نے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ صحابہ کرامؓ نے وہی رسم واملاء اختیار فرمایا جس کی تعلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ عہد نبوی، عہد صدیقی اور عہد عثمانی تینوں زمانوں میں کتابت قرآن مجید کے سلسلہ میں بنیادی طور پر عملی کردار حضرت زید بن ثابتؓ کا رہا ہے۔ اور یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ انہوں نے عہد صدیق یا عہد عثمانی میں کتابتِ قرآن عہد نبوی کے املاء میں اپنے اجتہاد سے کوئی کمی بیشی کی ہوگی، ایسا ہرگز نہیں ہوا، بلکہ انہوں نے تو حافظ ہونے کے باجود عہد نبوی کے اصل کتابت سے دیکھ کر گواہوں کی گواہی کے ساتھ نقل کیا ہے۔

سوال: کیا پاکستان میں مروجہ قرآنی نسخے رسم عثمانی کے عین مطابق ہیں؟

جواب: برصغیر پاک وہند میں قراءات عشرہ اور رسم عثمانی عام مدارس کے نصاب کا حصہ کسی زمانہ میں بھی نہیں رہے ہیں، بلکہ قراءات اور رسم عثمانی کی مہارت مخصوص علماء یا قراء حضرات تک محدود رہی ہے۔ اور زیادہ تر غیر عالم یا رسم عثمانی سے ناواقف کاتب حضرات نے پیشہ ورانہ طور پر کتابتِ قرآن مجید کی خدمت انجام دی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ کسی کاتب نے لکھ دیا عوامی سطح پر اسی کو درست سمجھا جانے لگا۔ اگرچہ رسم عثمانی کے ماہر علماء وقراء نے وقتاً فوقتاً اصلاح کی نشاندہی ضرور کی ہے، جن میں حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ کا نام سب سے نمایاں ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ حضرت قاری حیم بخشؒ کی علمی تحقیق کا عملی نفاذ اب تک نہیں ہوسکا ہے۔ لہٰذا کسی خاص مصحف کا مکمل علمی جائزہ لینے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ رسم عثمانی کے عین مطابق ہے یا نہیں ہے۔ عمومی طور پر پاکستانی مصاحف پر علمی تحقیق، حکومتی سرپرستی اور علماء وقراء کی مخلصانہ توجہ کی اشد ضرورت ہے۔

سوال: اس وقت دنیا میں کونسا نسخہ قرآن رسم عثمانی کے عین مطابق ہے؟

جواب: اس وقت دنیا میں مصر کا 'مصحف امیری' اور سعودیہ کا 'مصحف المدینہ' عالمی طور پر تحقیق شدہ اور تسلیم شدہ ہیں کہ وہ رسم عثمانی کے عین مطابق ہیں۔

سوال: کیا پاکستان میں ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب: جی بالکل کیا جاسکتا ہے، یہ کام حضرت قاری عبدالمالک علیگڑھیؒ کے مشورہ سے مولانا ظفر اقبال سیالکوٹیؒ نے ۱۹۵۲ء میں شروع کیا تھا۔ جس پر حضرت قاری فتح محمد پانی پتیؒ نے تائید کی، اور حضرت قاری اظہار احمد تھانویؒ نے اس کی عملی تکمیل واشاعت کی اور حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے اس طباعت کو صحیح ترین طباعت قرار دیا ہے۔

سوال: قرآن مجید کے رسم الخط کے اختلاف کے بارے میں امت مسلمہ کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: قرآن مجید امتِ مسلمہ کے لیے مشترکہ اساس ہے۔ قرآن مجید کے معاملے میں امت میں عرب وعجم یا مشرق

ومغرب کی کوئی تقسیم نہیں ہے۔قرآن مجید خواہ رسم عثمانی کے کسی بھی منہج (امام ابوعمرو الدانیؒ رامام ابن نجاحؒ) یا قراءات عشرہ متواترہ میں سے کسی بھی متواتر قراءت میں شائع کیا گیا ہو پوری امت کے لیے یکساں طور پر قابلِ عظمت اور قابلِ احترام ہے۔لہٰذا امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام مصاحفِ قرآنیہ بالخصوص پاکستان، مصر، سعودی عرب سمیت کسی بھی اسلامی ملک سے طبع شدہ اغلاط سے پاک نسخوں کی عظمت، تقدس اور تحفظ کے لیے قانون سازی اور عملی اقدام کرے ۔تاہم کتابت وطباعتِ قرآن میں بشری تقاضوں کے پیش نظر کوئی غلطی رہ جانا خارج از امکان نہیں ہے۔جیسے کسی قاری سے پڑھنے میں بھول چوک ہوسکتی ہے اسی طرح کاتب سے لکھنے میں بھی بھول چوک ہوسکتی ہے۔طباعت کے دوران تکنیکی کمزوریاں ان کے علاوہ ہیں۔اگر کوئی غلطی سامنے آئے تو اس کی علمی تحقیق کرنا اور غلطی ثابت ہونے پر اصلاح کا انتظام کرنا امت مسلمہ کی عمومی اور اہل علم وفن کی خصوصی ذمہ داری ہے۔

سوال: عربی رسم الخط والے مصاحف سے عوامی ناواقفیت کا کیا حل ہے؟

جواب: کسی رسم الخط سے عوام کا نامانوس ہونا صرف ایک تعلیمی مسئلہ ہے، جبکہ عظمتِ قرآن اور حفاظتِ قرآن عقیدہ کا معاملہ ہے جس کا انتظام کرنا بالعموم امتِ مسلمہ کی اور بالخصوص اسلامی حکومتوں کی شرعی ذمہ داری ہے۔لہٰذا پاکستان میں پائی جانے والی تعلیمی کمزوریوں کی وجہ سے عقیدہ عظمتِ قرآن اور حفاظتِ قرآن سے متعلق قانون کو صرف پاکستان میں مروج منہج دانیؒ والے نسخوں تک محدود رکھنے کا فلسفہ، جو آج کل بعض حضرات کی جانب سے پیش کیا جارہا ہے، میرے نزدیک درست نہیں ہے۔کیونکہ اس طرح کرنے سے مغربی میڈیا اور مستشرقین کو ایک دلچسپ خبر ہاتھ لگنے کا خطرہ ہے کہ عرب مسلمانوں کا قرآن الگ ہے اور عجمی مسلمانوں کا قرآن الگ ہے۔حالانکہ پوری امت مسلمہ ہر اُس رسم الخط میں لکھے ہوئے قرآن مجید کی عظمت واحترام کرتی ہے، جو صحابہ کرام سے متواتر منقول ہو۔خواہ ان کو اس مصحف سے پڑھنا آتا ہو یا نہ آتا ہو۔جیسے حضرت عثمان غنیؓ کی طرف منسوب مصاحف کی تصویریں انٹرنیٹ پر، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھوائے ہوئے خطوط کی تصویریں آج معروف عام ہیں۔اسی طرح مشہور خطاطوں کی لکھی ہوئی قرآنی آیات کے فن پارے لوگ اپنے گھروں اور مساجد میں آویزاں کرتے ہیں۔حالانکہ ان کو بہت کم لوگ پڑھ سکتے ہیں۔ نیز پاکستانی عوام کا عرب ممالک سے شائع شدہ قرآنی مصاحف کے رسم الخط سے نامانوس ہونے کا مسئلہ بھی اب ماضی کا حصہ ہوچکا ہے۔کیونکہ پاکستان میں دونوں مناہج ۱۹۳۵ء سے طبع ہوتے آرہے ہیں، جن میں لائن آرٹ پریس کراچی سے طبع شدہ سید وحید الدین کا نسخہ، مولانا ظفر اقبال سیالکوٹی کا ۱۹۷۱ء میں پیکجز لاہور سے شائع کردہ نسخہ، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کا ۱۹۸۷ء میں شائع کردہ انگریزی ترجمہ والا نسخہ، کراچی سے شائع شدہ مولانا محمد تقی عثمانی کے انگریزی ترجمہ قرآن والا نسخہ اور مکتبۃ البشریٰ کراچی سے طبع شدہ تفسیر جلالین کا جدید نسخہ شامل ہیں۔نیز آج کے ترقی یافتہ دور میں ممالک اور قوموں کے مابین

مواصلاتی رابطے بے انتہاء تیز ہو چکے ہیں۔ عرب ممالک میں مقیم پاکستانی شہریوں کی ایک بڑی تعداد، فضائی سفری سہولیات کی فراوانی، انٹرنیٹ پر مصاحف قرآنیہ کی دستیابی، آن لائن تعلیم القرآن کا نظام، کمپیوٹر سوفٹ ویئر میں قرآن مجید کے نسخے، الیکٹرانک آلات پر نشر ہونے والے متنِ قرآن کی دستیابی اور فراوانی کے وجہ سے عرب ممالک کا رسم الخط آج پاکستان کے عوام کی نظروں کے سامنے متعارف ہو چکا ہے۔ گویا قوموں کی تہذیبوں کے مابین فاصلے سمٹ کر ایک عالمی تہذیب کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں اور اسلام عالمگیر مذہب ہے، علاقائی نہیں ہے۔ لہٰذا اب ان عربی مصاحف کی تعلیم عام کرنا وقت کا تقاضا ہے۔ تا کہ یہ ناواقفیت یا نامانوسیت بڑھتے بڑھتے قرآن مجید کے معاملہ میں امتِ مسلمہ میں تقسیم یا انکارِ مصاحف کا سبب نہ بن جائے۔

سوال: کیا قرآن اور قراءات ایک ہی چیز ہے؟

جواب: دراصل نظری طور پر تو یہ دو مستقل اصطلاحات ہیں۔ لیکن عملی طور پر قراءات اور قرآن کو الگ الگ نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن کی تلاوت جب بھی ہوگی کسی نہ کسی ایک قراءت میں ہوگی۔ مثلاً "ملک یوم الدین" کی دونوں وجوہ ہی قرآن ہیں۔ آپ یوں نہیں کہہ سکتے کہ "ملك يوم الدين" قرآن ہے، اور "مَـلِكِ يوم الدين" قراءت ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دو قراءتیں ہیں، اور ان دونوں کا مجموعہ قرآن ہے۔ اگر آپ قرآن اور قراءت کو الگ کریں گے تو اس میں سے قرآن کس چیز کو کہیں گے؟ ان کو الگ کرنے کا جوہری فرق کیا ہوگا؟ چنانچہ تمام قراءات مل کر ایک قرآن ہے جو ان ساری وجوہِ متعددہ پر مشتمل ہے۔

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ صرف "قراءت عامہ یعنی روایت حفص" ہی اصل قرآن ہے؟

جواب: قراءتِ عامہ کہاں سے آگئی، کیا قراءِ عامہ کوفہ کی قراءت کو ہونا تھا، حالانکہ قرآن تو مدینے میں اتر رہا تھا، لہٰذا قراءتِ عامہ مدینے کے قراء کی قراءت کو قرار دینا چاہیے تھا۔ یہ قراءتِ عامہ والا مفروضہ غلط ہے۔

سوال: ان کا کہنا ہے کہ ہر جگہ یہی پڑھی جارہی ہے؟

جواب: ان کے کہنے سے اس طرح نہیں ہوگا، آپ دیکھیں صحابہ اور تابعین کا تعامل کیا ہے؟ اور تابعین کس کو امام قرار دے رہے ہیں؟ امام مالک رحمہ اللہ، امام نافع رحمہ اللہ کو امام قرار دیتے ہیں جبکہ ان کے بالمقابل امام ابوجعفر رحمہ اللہ تابعی ہیں، گویا آپ تابعی کی قراءت کا انکار کر رہے ہیں؟

سوال: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کون سا حرف پڑھا جاتا تھا؟

جواب: سارے حروف پڑھے جاتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام رضی اللہ عنہ میں اختلاف ہوا، ہشام رضی اللہ عنہ نماز میں سور الفرقان پڑھ رہے تھے، ملاحظہ فرمایئے سورۃ الفرقان کے احرف سبعہ کیا ہیں؟

"تبٰرَکَ الَّذِی جَعَلَ فِی السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِیهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِیرًا"

کو اگر کوئی آدمی سِرَاجًا کو سُرُجًا سنے گا، تو وہ حیران ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحیر بھی اسی بات پر ہوا کہ ہشام رضی اللہ عنہ سراجًا کو سُرُجًا پڑھ رہے ہیں۔ یہ تحیر متعدد وجوہ کی وجہ سے تھا، اس لئے کہ نہ وہاں لغت کا اختلاف ہوسکتا ہے، کیونکہ دونوں قریشی ہیں اور نہ معنی میں افہام وتفہیم کی بات ہوسکتی ہے، کیونکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے، لہٰذا تمام حروف ہی پڑھے جاتے تھے۔

سوال: اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں مختلف قراءات پڑھتے ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو اختلاف نہ ہوتا؟

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف قراءات ثابت ہیں، آپ ہی سے مٰلک یوم الدین اور مَلِکِ یوم الدین دونوں منقول ہیں۔ ایک صحابی ایک وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے "مٰلک یوم الدین" نقل کررہے ہیں اور ایک صحابی "مَلِکِ یوم الدین" نقل کررہے ہیں۔ اسی طرح "لتَّخذت علیه اجراً" اور "لَتَخِذتَ علیه اَجرًا" دونوں قراءات کی روایت کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ ایسے ہی من لَّدُنِّی عُذرًا میں لَدُنِی عذرًا (اِشمام کے ساتھ) یہ دونوں قراءت حدیث میں موجود ہیں۔ براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسے پڑھا اور لوگوں نے آپ کے اس تکلم کو نقل کیا۔ اِدغام سے پڑھنا، اِظہار سے پڑھنا اور مد متصل میں مد کرنا وغیرہ، یہ سب روایات سے ثابت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کی کیفیت متعدد ہوتی تھی اور آیات کے تعدد کا اختلاف اسی پر مبنی ہے۔

سوال: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد وجوہ میں سنا، تو ان کو حیرانی کیوں ہوئی؟

جواب: اَصل میں اُن کو سورۃ الفرقان کی اس تلاوت پر اشکال ہوا تھا، یہ متعدد وجوہ پڑھنے پر رد نہیں ہے۔

سوال: منکرین قراءات کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: اُمت کا اِجماع ہے کہ قراءات متواتر ہیں اور متواتر قراءات کا انکاری کافر ہے، میری بھی یہی رائے ہے۔

سوال: قراءت کے اِسناد پر کسی مستقل کتاب کا نام بتائیں؟

جواب: اسناد قراءت پر ابھی متقدمین کی مختلف اسناد ہی ملتی ہیں۔ اب دکتور ایمن سوید کی السلاسل الذهبيه بالاسانيد النشريه ہے۔ سعودی عرب سے الیاس برماوی کی ایک کتاب اتحاف الزمان باسانيد القرآن آئی ہے۔ اور اسی طرح ایک کتاب امتاع الفضلاء ہے، جس میں سند قراءات پر گفتگو کی گئی ہے۔

سوال: قراءت کے حوالے سے آپ کے ادارے میں نصاب تعلیم کیا ہے؟

جواب: ہم درس نظامی کے ساتھ ساتھ قراءات پڑھا رہے ہیں۔ صورتِ حال یہ پیدا ہوگئی تھی کہ دو الگ الگ

طبقے بن گئے تھے۔ایک طبقہ علماء کا بن رہا تھا اور ایک قراء کا۔اس خلیج کو کم کرنے کے لیے میں نے یہ راستہ اختیار کیا کہ درس نظامی بھی چلے اور قراءاتِ عشرہ بھی مکمل ہوں، تو اس کے لیے میرے لیے ممکن نہیں تھا کہ میں بیک وقت درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ پورے قرآن کا اجراء بھی کراؤں، اگر میں طلبہ پر یہ بوجھ ڈالتا تو لامحالہ وہ بھاگ جاتے، چنانچہ میں نے روایت حفص اور سبعہ کو چار چار سال میں پھیلا دیا، ثلاثہ ایک سال میں کر دی۔

سوال: اگر کوئی طالب علم پورا قرآن پڑھنا چاہے تو کیا آپ پڑھا دیں گے، نصاب میں کتنا قرآن ہے؟

جواب: اگر کوئی پورا قرآن پڑھنا چاہے تو پڑھا دیتا ہوں۔نصاب میں ہم کم از کم سورۃ المائدہ، سورۃ النساء تک پڑھا دیتے ہیں۔بعض دفعہ سورۃ التوبہ تک بھی پڑھا دیا جاتا ہے، ایک جماعت نے سورہ توبہ تک پڑھا بھی ہے۔ الحمد للہ دار العلوم سے ۵۰۰ کے قریب طلبہ سبعہ پڑھ چکے ہیں اور ثلاثہ پڑھنے والوں کی تعداد ۳۵۰ کے قریب ہے، اور روایت حفص میں ۱۵۰۰ کے قریب طلبہ فارغ ہو چکے ہیں۔

سوال: آپ نے اب تک کن ملکوں کا دورہ کیا ہے؟

جواب: میں دو دفعہ لیبیا اور دو دفعہ مصر گیا ہوں اسی طرح دبئی میں ، وہاں میں نے مسابقے کی منصفی Judgement کی ،اسی طرح دو دفعہ سعودی عرب میں بھی مسابقے کی منصفی Judgement کی۔دو مرتبہ ملائیشیا گیا ہوں، امریکہ و فرانس گیا ہوں، جاپان گیا ہوں۔جاپان کا دورہ اس اعتبار سے بالکل عجیب دورہ تھا کہ وہاں میں نے معہد اللغۃ العربیہ میں علوم القرآن پر اڑھائی گھنٹے خطاب کیا، اس کے بعد دو، اڑھائی گھنٹے کی سوالات کی نشست ہوئی۔یہ میری زندگی کا پہلا موقع تھا کہ عربی میں اتنے طویل دورانیہ کا خطاب کیا۔اس سے پہلے عربی میں براہ راست خطاب کا موقع نہیں ملا تھا۔

سوال: علم قراءات کو آپ کے خیال میں کیسے زیادہ سے زیادہ پھیلایا جا سکتا ہے؟

جواب: عملی طور پر میں نے اس کے لیے جو تجربہ کیا ہے وہ محافل قراءات کا ہے۔اصل میں انسانی فطرت اور طبیعت کا تقاضا ہے کہ جیسے ہی اس کو بھوک لگتی ہے وہ کھانا کھاتا ہے۔جس طرح بھوک انسانی فطرت ہے اسی طرح سماع بھی انسانی فطرت ہے۔اس سماع کو آپ اگر قرآن کی طرف متوجہ کر دیں یعنی قرآن سننے پر لوگوں کو لگا دیں تو وہ دوسرے سماع سے بچ جائیں گے۔لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ علم قراءت کی اشاعت کے لئے محافل قراءات کو عام کرنا ہوگا۔

☆☆☆